39

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے
کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کی
ہر زمانہ میں خود حفاظت فرمائے گا

(فرمودہ 5؍اکتوبر 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

"يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ"۔1

اس کے بعد فرمایا:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا اس دائرہ میں وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کو قرآن کریم کی اشاعت اور اس کے احکام کی تبلیغ میں کوئی نقصان نہیں

پہنچے گا۔اب ہم غور کرتے ہیں کہ کسی تعلیم کی اشاعت کو کیسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ سو ہمیں دنیا میں اس کے دو طریق نظر آتے ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے کہ بعض دفعہ کسی تعلیم کی اشاعت پر دشمن کو غصہ آ جاتا ہے اور وہ اشاعت کرنے والے پر کوئی جسمانی حملہ کر دیتا اور اُسے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اِس نقطہ نگاہ سے جو آیت میں نے پڑھی ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ آپ قرآن کریم کو پوری طرح پھیلائیں اور اس بات کی پروا نہ کریں کہ اِس پر دشمن ناراض ہو جائے گا اور وہ آپ پر حملہ کر بیٹھے گا کیونکہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اگر لوگ شرارت کر کے آپ پر حملہ کریں گے تو وہ خدا جس نے قرآن کریم کو اتارا ہے اُسے بھی غیرت آئے گی اور وہ ان کے مقابلہ میں آپ کی حفاظت کرے گا اور ان کی تدبیروں کو ناکام کر دے گا۔

دوسرا طریق نقصان پہنچانے کا عملی رنگ میں ہوتا ہے یعنی اگر کوئی تعلیم پھیلائی جائے تو لوگ اُس پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اور اِس طرح اشاعت کرنے والے کی عزت اور اس کی شہرت کو صدمہ پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اے ہمارے رسول!آپ قرآن کریم کی خوب اشاعت کریں اور اس بات کی پروا نہ کریں کہ لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ بیشک لوگ اس تعلیم پر طرح طرح کے اعتراض کریں ہم نے ایسا انتظام کیا ہوا ہے کہ وہ تیری عزت اور تیری نیک نامی کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کلامُ اللہ کی حفاظت کے کیا ذرائع ہوتے ہیں۔ سو کلامُ اللہ کی حفاظت کا ایک ذریعہ تو یہ ہوتا ہے کہ اُس کے کامل مومن ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں اور جب بھی اُس پر کوئی اعتراض وارد ہو وہ اُس کو دور کر دیتے ہیں۔ اور دوسرا ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ خود کلامُ اللہ کے اندر ایسی باتیں رکھ دی جاتی ہیں جو دشمن کے اعتراضات کو ردّ کرنے والی ہوتی ہیں اور اِس طرح دشمن اپنی بات میں خود ہی پکڑا جاتا ہے۔ وہ اگر کسی آیت پر اعتراض کرتا ہے تو خود وہی آیت یا دوسری آیات اُس کے اعتراض کو دور کر دیتی ہیں۔ قرآن کریم تو ایک بہت بڑی چیز ہے۔ وہ خداتعالیٰ کا آخری کلام ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے خاتم النبیین اور سَیِّدِ وُلْدِ آدم ہیں لیکن عام باتوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بعض دفعہ ایسا تصرف کرتا ہے کہ اعتراض کرنے والے کو فوراً پکڑ لیتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عیسائی آیا اور اُس نے کہا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی زبان اُمُّ الْاَلْسِنَة ہے حالانکہ میکس مولر وغیرہ نے لکھا ہے کہ جو زبان اُمُّ الْاَلْسِنَة ہوتی ہے وہ مختصر ہوتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگ اُس کو پھیلا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم تو میکس مولر کے اِس فارمولا کو نہیں مانتے کہ اُمُّ الْاَلْسِنَة مختصر ہوتی ہے۔ مگر چلو بحث کو کوتاہ کرنے کے لیے ہم اِس فارمولا کو مان لیتے ہیں اور عربی زبان کو دیکھتے ہیں کہ آیا وہ اس معیار پر پوری اُترتی ہے یا نہیں؟ اُس شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ انگریزی زبان عربی زبان کے مقابلہ میں نہایت اعلیٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انگریزی نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے فرمایا اچھا! آپ بتائیں کہ انگریزی میں ''میرے پانی'' کو کیا کہتے ہیں؟ اُس نے کہا ''مائی واٹر''۔ آپ نے فرمایا عربی زبان میں تو صرف ''مائی'' کہنے سے ہی یہ مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ ''مائی واٹر'' زیادہ مختصر ہے یا ''مائی''؟ اب اگرچہ آپ انگریزی نہیں جانتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان پر ایسے الفاظ جاری فرما دیئے کہ معترض آپ ہی پھنس گیا اور وہ سخت شرمندہ اور لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا کہ پھر تو عربی زبان ہی مختصر ہوئی۔

یہی حال قرآن کریم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ آپ کو دشمنوں کے حملہ سے بچائے گا۔ یعنی ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو قرآن کریم کو پڑھنے والے ہوں گے، اس سے سچا عشق رکھتے ہوں گے اور اس کی تفسیر کرنے والے ہوں گے۔ وہ دشمنوں کو ان کے حملوں کا ایسا جواب دیں گے کہ ان کا منہ بند ہو جائے گا۔ دوسرے اس نے قرآن کریم کے اندر ایسا مادہ رکھ دیا ہے کہ معترض جو بھی اعتراض کرے اُس کا جواب اس کے اندر موجود ہوتا ہے۔ گویا آپ کی حفاظت کے دو طریق ہیں۔ ایک انٹرنل (Internal) یعنی اندرونی ذریعہ ہے اور خود قرآن کریم میں یہ خصوصیت رکھ دی گئی ہے

کہ اگر اُس کی کسی آیت پر اعتراض ہو تو دوسری آیات اس اعتراض کو ردّ کر دیتی ہیں۔ اور دوسرا ذریعہ ایکسٹرنل (External) ہے۔ یعنی ایسے مومن پیدا ہوتے رہیں گے جو دشمنوں کے اعتراضات کو ردّ کرتے رہیں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ بیرونی اور اندرونی دونوں ذرائع سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

پھر فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ وہ کفار کو کامیابی کے مقام پر نہیں پہنچنے دیتا۔ وہ کسی طرح بھی حملہ کریں نتیجہ یہی ہو گا کہ یا تو خدا تعالیٰ اُن پر عذاب نازل کر کے انہیں تباہ کر دے گا یا مومنوں کو کھڑا کر دے گا جو اُن کے حملوں کا جواب دیں گے اور یا پھر وہ قرآن کریم میں پہلے سے ہی ایسا جواب رکھ دے گا جو دشمن کو جھوٹا ثابت کر دے گا۔ بہرحال کوئی ذریعہ بھی ہو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

اب دیکھ لو خدا تعالیٰ نے اس قرآنی وعدہ کے مطابق کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ ابتدائی زمانہ میں جسمانی رنگ میں دشمن نے آپؐ پر بڑے بڑے حملے کیے اور متعدد طریق سے آپ کو نقصان پہنچانا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح محفوظ رکھا۔ مثلاً جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ جانے لگے اُس وقت بھی آپؐ کے دروازہ پر کفار کے مختلف قبائل کے نَو آدمی کھڑے تھے جو صرف اس ارادہ سے کھڑے تھے کہ آپؐ کو قتل کر دیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالا کہ وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکے۔

پھر جب آپ مکہ سے نکل کر غارِ ثور میں پہنچے تو دشمن آپؐ کا پیچھا کرتا ہوا وہاں تک جا پہنچا۔ حضرت ابوبکرؓ گھبرا گئے کہ کہیں دشمن آپ کو گزند پہنچانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ اِس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا ابوبکر! تم کیوں گھبراتے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں اس لیے نہیں گھبراتا کہ میں مارا جاؤں گا کیونکہ میں مارا گیا تو کیا ہو گا۔ میں تو ایک معمولی انسان ہوں۔ میں تو صرف آپ کی وجہ سے گھبراتا ہوں۔ اگر آپ کو خدانخواستہ کوئی گزند پہنچی تو اسلام کو نقصان پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ابوبکر! غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

وہ خود ہماری حفاظت کرے گا 2 اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

افسوس ہے کہ جب میں حج کے لیے گیا تو غارِ ثور کو نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ اگر میں اونچی جگہ چڑھوں تو دل دھڑکنے لگتا ہے۔ میں غارِثور سے ایک ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ تک تو پہنچ گیا۔لیکن اس سے آگے نہ جا سکا۔ غارِثور ایک چٹیل پہاڑی پر واقع ہے اور نیچے بڑی گہری کھڈ ہے۔ درخت بھی نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں بھی بہت کم ہیں۔ اس وجہ سے میرا دل کمزوری محسوس کرنے لگا میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ تم جا کر غار دیکھ آؤ اور واپس آ کر مجھے اس کی کیفیت سے آگاہ کرو۔ چنانچہ وہ وہاں گئے۔ واپس آ کر انہوں نے بتایا کہ یہاں سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی غار ہے جس کا منہ تنور کی طرح ہے۔ اُس کے قریب کچھ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں۔ اُس کے اندر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹا سا گڑھا ہے جہاں آدمی ٹھہر سکتا ہے۔مگر چونکہ اندھیرا تھا اس لیے اُس کا اندر سے پوری طرح جائزہ نہیں لیا جا سکا۔ غارِ حرا میں نے دیکھی ہے بلکہ وہاں جا کر نماز بھی پڑھی ہے۔ یوں تو اُس کا رستہ غارِ ثور کے رستہ سے زیادہ خطرناک ہے مگر جس پہاڑی پر غارِحرا واقع ہے وہ چھوٹی ہے یعنی وہ زیادہ اونچی نہیں۔غارِثور والی پہاڑی زیادہ اونچی ہے اور پھر وہاں سے نیچے بڑی گہری کھڈ نظر آتی ہے ورنہ غارِحرا کا رستہ زیادہ خطرناک ہے۔ رستہ میں بڑے بڑے پتھر ہیں جن پر سے چھلانگیں لگا کر گزرنا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود میں حرا پر چڑھ گیا اور غارِثور تک نہ جا سکا۔غارِحرا دراصل غار نہیں بلکہ دو پتھر ہیں جو جڑے ہوئے ہیں۔ ان پتھروں کے نیچے کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے بھی وہاں جا کر نماز پڑھی اور دعائیں کیں۔

پھر ہجرت کے علاوہ اَور بھی کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔مثلاً غزوہ حُنَین میں ایک موقع پر صحابہؓ دشمن کے دباؤ کی وجہ سے آپؐ سے دور چلے گئے۔ اُس وقت آپؐ کے قریب ایک ایسا شخص تھا جو مکہ سے اسلامی لشکر کے ساتھ صرف اِس نیت سے آیا تھا کہ اگر موقع ملا تو آپؐ کو مار ڈالے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت فرمائی اور اُس دشمن کو اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے دیا 3۔

غزوہ حنین میں مکہ کے نئے مسلمان بھی شامل ہو گئے تھے اور ان میں بعض کافر بھی تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم بھی آپؐ کے ساتھ جائیں گے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے۔ لیکن جب تیروں کی بوچھاڑ ہوئی تو وہ اس کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بھاگنے کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کے گھوڑے بھی بھاگ اُٹھے۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد صرف چند مسلمان رہ گئے۔ آپ جب دشمن کی صفوں کی طرف بڑھنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یَارَسُولَ اللّٰہ! یہ وقت آگے بڑھنے کا نہیں دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور مسلمان لشکر تتّر بتّر ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکر! مجھے چھوڑ دو۔ پھر فرمایا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب [4]

میں خداتعالیٰ کا نبی ہوں جھوٹا نہیں۔ اس لیے مجھے دشمن کا کوئی ڈر نہیں۔

آپؐ نے یہاں ''اَلنَّبِیُّ'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ''اَنَا نَبِیٌّ'' نہیں کہا کیونکہ ''اَلنَّبِیُّ'' کے متعلق بائبل میں بھی پیشگوئیاں پائی جاتی تھیں کہ اُس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ چنانچہ یسعیاہ میں آتا ہے میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ پس ''اَلنَّبِیُّ'' کا لفظ استعمال فرما کر آپؐ نے بیان فرمایا کہ میں ہی وہ موعود نبی ہوں جس کی بائبل میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ پھر مجھے کسی دشمن کا کیا خوف ہوسکتا ہے۔ لیکن میری اس جرأت اور دلیری کی وجہ سے جو میں آٹھ ہزار تیراندازوں کی زد میں ہونے کے باوجود دکھا رہا ہوں دشمن جو بُت پرست ہے یہ خیال نہ کرے کہ میں کوئی دیوتا یا خدا ہوں۔ بیشک میں ''اَلنَّبِیّ'' ہوں اور خداتعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ کیا ہے لیکن بایں ہمہ میں بشر ہی ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، خدا یا کوئی دیوتا نہیں ہوں۔ یہاں آپ نے ''اِبْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب'' کہا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں ''اِبْنُ'' کا لفظ پوتے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ آپ حضرت عبدالمطّلب کے پوتے تھے بیٹے نہیں تھے۔ غرض آپ کی جسمانی حفاظت کی بیسیوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اگر میں انہیں بیان کروں تو کئی گھنٹوں میں خطبہ ختم ہو لیکن مختصر طور پر میں صرف اتنا کہوں گا کہ آپ کی زندگی میں بیسیوں دفعہ خطرناک

سے خطرناک مواقع پر خدا تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت فرمائی۔

پھر علمی طور پر دیکھا جائے تو جب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دشمن نے حملہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی عزت کو بچایا اور دشمن کو اُس کے مقصد میں ناکام ونامراد رکھا۔ آخری زمانہ میں جب اسلام بہت کمزور ہو گیا تھا تو کہتے ہیں اُس وقت روم کے بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کو لکھا کہ میرے پاس کوئی مسلمان عالم بھیجیں میں اُس کی پادریوں سے بحث کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسلمان بادشاہ نے ایک عالم بھجوا دیا۔ عیسائیوں نے پہلے سے ہی منصوبہ کیا ہوا تھا۔ پادری کہنے لگا مولوی صاحب! بتائیے کہ (حضرت) عائشہؓ والا واقعہ جو احادیث میں آتا ہے وہ کیا ہے؟ مطلب اُس کا طعنہ کرنا تھا۔ مسلمان عالم جو غالباً امام ابن تیمیہؒ یا ان کے کوئی دوست تھے بڑے ہوشیار تھے کہنے لگے پادری صاحب! دنیا میں دو عورتیں گزری ہیں۔ ایک عورت کا خاوند تھا۔ خبیث لوگوں نے اُس پر الزام لگایا مگر ساری عمر اُس کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ لیکن ایک اَور عورت (یعنی حضرت مریم) تھی جس کا خاوند بھی نہیں تھا۔ اُس پر دشمنوں نے الزام لگایا اور اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہو گیا۔ اب آپ بتائیے کہ الزام کس عورت پر لگتا ہے؟ اِس پر پادری سخت شرمندہ اور لاجواب ہو گیا۔

آجکل تو یہ حالت ہے کہ ذرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی بات کہی جائے۔ مسلمان شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی ہتک کر دی گئی ہے مگر اُس وقت کا مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی غیرت کم رکھتا تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غیرت زیادہ رکھتا تھا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ امام ابنِ تیمیہؒ یا ان کے دوست روم کے دربار میں ڈرے نہیں بلکہ انہوں فوراً کہہ دیا کہ پادری صاحب! آپ جس عورت کا ذکر کر رہے ہیں اُس کا تو خاوند موجود تھا اور باوجود خاوند ہونے کے اُس کے ہاں ساری عمر اولاد نہیں ہوئی مگر حضرت مریمؑ کا تو خاوند بھی نہیں تھا اور اُس کے ہاں بچہ ہو گیا۔ اب آپ بتائیے کہ الزام حضرت عائشہؓ پر لگا یا حضرت مریمؑ پر۔

غرض ہر موقع پر جب بھی دشمن نے اسلام پر حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کامل مومنوں کو کھڑا کر دیا اور انہوں نے دشمن کے اعتراضات کو ردّ کر دیا مثلاً غدر کے بعد مسلمانوں کی

حالت بڑی خراب تھی۔ اُس وقت مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی اور آپ کے بعد بعض اَور لوگ کھڑے ہو گئے جنہوں نے عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے اور دین کی حفاظت کی۔ سرسید احمد خاں صاحب نے بھی اپنے زمانہ میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کر دیا جنہوں نے اتنے لمبے عرصہ تک دشمن کا مقابلہ کیا کہ آپؑ کی وفات پر دشمنوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ نے اسلام کا دفاع ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ آپؑ سے پہلے اَور کسی مسلمان عالم نے اس طرح اسلام کا دفاع نہیں کیا۔ یہ ''وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ'' کا ہی کرشمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ تھا کہ اُس نے آپؐ کو بہرحال بچانا ہے۔ جب دشمن نے تلوار سے حملہ کیا تو اُس نے اُس کی تلوار کو کُند کر دیا اور جب اُس نے تاریخ سے حملہ کیا تو خدا تعالیٰ نے ایسے مسلمان کھڑے کر دیئے جنہوں نے تاریخی کتب کی چھان بین کر کے دشمن کے اعتراضات کو ردّ کر دیا اور خود مخالفین کے بزرگوں کی تاریخیں کھول کر بتایا کہ وہ جو اعتراضات اسلام پر کر رہے ہیں وہ ان کے اپنے مذہب پر بھی پڑتے ہیں اور جو حصہ قرآن کریم اور احادیث سے تعلق رکھتا تھا اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف کر دیا۔

اُن دنوں بھی اسلام کے خلاف بمبئی سے ایک کتاب ''مذہبی رہنما'' 5 شائع ہوئی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علی وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے سینکڑوں مسلمان ہندوستان میں شہید ہو گئے۔ ان لوگوں نے جو طریقِ عمل اختیار کیا وہ اِس زمانہ کے لحاظ سے صحیح ہے یا غلط میں اِس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بہرحال مسلمانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو عشق اور محبت ہے اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم انہیں مجبور اور معذور سمجھتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے پاس کروڑوں روپیہ ہے۔ اگر گورنمنٹ کسی کتاب کی پانچ سَو کاپیاں ضبط کرے تو وہ اُسی وقت اُس کی دس ہزار کاپیاں کسی دوسرے علاقہ میں شائع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے فتنے کا استیصال نہیں ہوتا۔ انگریزوں کے زمانہ میں بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ جب کوئی کتاب

ضبط ہوئی ہندوؤں نے فوراً اسے چھپوا دیا۔ ورتمان نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کیا تو میں نے اُس کا جواب لکھا۔ اس جواب کی وجہ سے گورنمنٹ کو بمبئی سے چیف جج کو چھٹی سے واپس منگوانا پڑا اور اس شخص پر مقدمہ چلایا گیا اور اس کے اخبار کو ضبط کیا گیا مگر بعد میں مجھے پتا لگا کہ ہندوؤں نے اس مضمون کی لاکھوں کاپیاں چھپوا کر شائع کر دی ہیں۔ اس کتاب کے متعلق بھی جب مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا اور انہوں نے احتجاج کیا تو اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ حکومت نے کتاب ضبط کر لی مگر اچھا ہوتا کہ مسلمان چندہ جمع کر کے اس کا جواب شائع کر دیتے۔

ایک دفعہ میں ڈلہوزی گیا۔ کشمیر کا نیانیا کام تھا۔ اُس وقت چمبہ کی ریاست میں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا تھا۔ وہاں کی انجمن کا ایک سیکرٹری میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ ان مسلمانوں کی بھی خبر لیں۔ میں نے کہا یہ سیاسی لوگوں کا کام ہے۔ مجھے تو ایک جگہ نظر آیا کہ پچاس لاکھ مسلمان تباہ ہو رہا ہے تو میں نے اُس میں دخل دے دیا مگر ہر جگہ میں دخل نہیں دے سکتا۔ لیکن وہ میرے پیچھے پڑا رہا۔ اِس پر میں نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھے دوسَو مسلمان دے سکتے ہو جو قید ہونے کو تیار ہوں؟ وہ کہنے لگا دوسَو نہیں دو ہزار مسلمان مرنے کے لیے تیار ہے۔ میں نے کہا مجھے مرنے کے لیے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے دوسَو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو قید ہونے کے لیے تیار ہوں۔ اگر آپ اتنے آدمی قید ہونے کے لیے دے دیں تو میں آپ لوگوں کی مدد کرنے کا ذمہ لے لیتا ہوں۔ اُس نے پھر کہا کہ دو ہزار مسلمان مرنے کے لیے تیار ہیں۔ میں نے کہا اس سے میرا کام بنتا نہیں بلکہ خراب ہوتا ہے۔ مجھے صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو قید ہونے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ دو ہزار مسلمان مرنے کے لیے تیار ہیں۔ میں نے کہا آپ کا یہ خیال ہے کہ جو لوگ قید ہوں گے وہ تو کسی نہ کسی طرح چٹھیاں لکھتے رہیں گے کہ ہمارے بیوی بچے بھوکے مر رہے ہیں ان کا انتظام کیا جائے مگر جو مر جائیں گے اُن کا قصہ پاک ہو جائے گا۔ وہ تو اپنے بیوی بچوں کے بھوکے مرنے کی شکایت نہیں کریں گے۔ اس لیے قید ہونے کی نسبت مر جانا زیادہ آسان ہے۔ کہنے لگا بات تو یہی ہے۔

غرض مرنا آسان ہوتا ہے لیکن مشکلات کو متواتر برداشت کرتے چلے جانا مشکل ہوتا ہے لیکن بہرحال جب مقابلہ کا سوال ہو تو روپیہ کا خرچ ایک طبعی امر ہے۔ اب بھی ہندوستان میں لکھ پتی مسلمان موجود ہیں۔ وہ چندہ کر کے ''مذہبی رہنما'' کا جواب شائع کر دیتے اور ثابت کرتے کہ اس کا لکھنے والا جھوٹا ہے۔ پھر اگر ہندوؤں نے اس کی دس ہزار کاپی شائع کی تھی تو مسلمان اس کا جواب دس لاکھ کی تعداد میں شائع کر دیتے اور سارے ملک میں پھیلا دیتے۔ اِس سے ہندوؤں کا منہ بند ہو جاتا اور وہ سمجھ لیتے کہ آئندہ مسلمانوں کو نہیں چھیڑنا چاہیے۔ اگر ہم انہیں چھیڑیں گے تو وہ نہ صرف اپنا دفاع کریں گے بلکہ ہمارے مذہب کی بھی قلعی کھولیں گے۔ کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ ہم نہ صرف اُن کے اعتراضات کا جواب دے سکتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کا الزامی جواب بھی دے سکتے ہیں۔

ہندوؤں کی کتابوں میں اُن کے دیوتاؤں کے متعلق اِس قدر گند بھرا ہوا ہے کہ اگر اُسے ظاہر کیا جائے تو انہیں منہ چھپانے کے لیے جگہ نہ ملے۔ مثلاً کیا کوئی الہامی مذہب یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں دیوتا کی کسی عورت پر نظر پڑ گئی۔ بعد میں اس نے اپنا تہہ بند جھاڑا تو اس میں سے بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ اتنی شرمناک بات ہندوؤں کی کتابوں میں درج ہے کہ مجھے خطبہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ بہرحال ہندوؤں کی کتابوں میں اِس قدر گند موجود ہے کہ اگر اُسے ظاہر کیا جائے تو ہندوؤں میں تاب نہیں کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو سکیں۔ پس اگر موقع پر مسلمان چندہ جمع کر کے اس کتاب کا جواب شائع کرتے اور اس کے ساتھ ہی ہندوؤں کی کتابوں کا گند ظاہر کرتے تو انہیں پتا لگ جاتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے کے کیا معنٰی ہیں۔ خود اُن کے نبی حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق اُن کی کتابوں میں گند بھرا ہوا ہے اور لکھا ہے کہ کس کس طرح وہ عورتوں سے کھیلتے تھے۔

پھر ایک اَور ننگا واقعہ ہے مگر میں خطبہ میں اُس کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ صرف مجملاً بیان کر دیتا ہوں کہ ایک دفعہ میں بنارس گیا وہاں میں نے ہندوؤں کا ایک مندر دیکھا۔ اُس پر ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ اُس سیڑھی پر ہر جگہ اِس قدر ننگی تصویریں بنی ہوئی تھیں کہ میں نہیں سمجھتا انہیں کوئی ہندو بھی بیان کر سکے۔ ایک کٹر ہندو بھی اُن کا ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس

کرے گا۔ غرض ہندوؤں کے اپنے مندروں، دیوتاؤں اور مذہب میں اِس قدر گند ہے کہ اُسے ظاہر کرنے سے اُن کا منہ بند ہو سکتا ہے۔ پس مسلمانوں کا کام تھا کہ وہ ان باتوں کو بیان کرتے اور کہتے کہ تم مسلمانوں پر تو اعتراض کرتے ہو لیکن تمہیں اپنے گھر کی خبر نہیں۔ ہندوستان میں زیادہ تر پوجا شِو جی کی ہوتی ہے۔ اگر شِو جی کی حقیقت ہی بیان کرو تو ہندو شرمندہ ہو جائیں گے۔

میں جب لندن گیا تو وہاں میں نے ایک انگریز عورت کو لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے بطور استانی رکھ لیا۔ وہ عورت مذہبی جوش رکھتی تھی۔ وہ میری کتابیں بھی خرید کر لے گئی۔ ایک دن اُس نے شکوہ کیا کہ آپ نے عیسائیت کے متعلق ایسی باتیں بیان کی ہیں جو ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا تم کوئی ایک بات بیان کرو۔ اِس پر اُس نے کہا آپ نے فلاں حوالہ جو لکھا ہے اس کا مطلب پادری اَور بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا کیا یہ حوالہ بائبل میں موجود نہیں۔ اُس نے کہا بائبل میں تو موجود ہے لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے لیا ہے۔ آپ کو اُس کا وہ مفہوم لینا چاہیے جو اُس کے ماننے والے لیتے ہیں۔ میں نے کہا تمہارا مطلب تو یہ ہوا کہ اس حوالہ کا مطلب جو عیسائی لوگ لیتے ہیں وہی مجھے بیان کرنا چاہیے۔ لیکن تمہاری اپنی کتابوں میں اسلام کے متعلق جو باتیں لکھی ہیں وہ ہم نہیں مانتے۔ پھر وہ کیونکر جائز ہیں؟ میں نے تو یہ حوالہ عیسائیوں کو عقل دلانے کے لیے لکھا ہے تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اعتراض کرتے ہوئے وہ سمجھ سے کام لیں۔ اگر وہ قانون جسے تم نے بیان کیا ہے ٹھیک ہے تو عیسائیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے اندر اسے جاری کریں اور اسلام کے کسی حوالہ کے ایسے معنے نہ کریں جو مسلمانوں کے نزدیک درست نہ ہوں۔ لیکن اگر وہ کسی آیت کے اپنے معنے کر کے اسلام پر اعتراض کرنے کے مجاز ہیں تو ہم بھی تورات اور انجیل کی آیات کے وہ معنے کریں گے جو ہمارے نزدیک اُن سے نکلتے ہیں۔ اِس پر اُس نے کہا تب تو وہ بات ٹھیک ہے جو آپ نے لکھی ہے۔

غرض مناسب طریق یہی تھا کہ مسلمان ''مذہبی رہنما'' کا جواب دیتے اور ہندوؤں کے مذہب کا پول کھولتے۔ اُن کی کتابوں میں اِس قدر گند بھرا ہوا ہے کہ ذرا سا پردہ اُٹھانے سے بھی وہ شرم کے مارے سر اونچا نہیں کر سکتے۔

کہا جاتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے احتجاج کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب تو 29 سال ہوئے امریکہ میں چھپی تھی۔ گویا اِس کتاب کا لکھنے والا کوئی عیسائی ہے ہندو نہیں۔ اگر یہ درست ہے تو اِس صورت میں زیادہ مناسب یہ ہے کہ اِس کتاب کا جواب امریکہ میں شائع کیا جائے اور اس کا ترجمہ ہندوستان میں پھیلایا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم کوئی ایسی بات دیکھو جو ناپسندیدہ ہو تو اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت ہو تو تم اُسے ہاتھ سے مِٹا دو۔ اور اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت نہ ہو لیکن تم زبان سے اُس کی بُرائی کا اظہار کر سکتے ہو تو زبان سے اُس کی بُرائی ظاہر کرو۔ اور اگر تم میں زبان سے اظہار کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو تم دل میں ہی اسے بُرا سمجھو۔6 یہ نکتہ بہت لطیف ہے۔ اِس کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان گورنمنٹ چونکہ پروٹسٹ کر سکتی ہے اس لیے اِس کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت سے پروٹسٹ کرے کہ اُس نے ہمارے آقا کی ہتک کروائی ہے اور ہندوستانی مسلمان جو مظلوم ہیں اور وہ اس کے متعلق کوئی آزادانہ کارروائی نہیں کر سکتے ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ دل میں ہی اس پر بُرا منائیں۔ اور چونکہ پاکستانی گورنمنٹ نے اس کتاب کو ضبط کر لیا ہے اس لیے پاکستان سے باہر کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اِس کتاب کا جواب لکھیں اور اسے امریکہ اور ہندوستان میں شائع کروائیں۔ اگر یہ جواب امریکہ میں شائع کیا جائے تو وہاں کے رہنے والے لوگوں کے سامنے بھی کتاب کے مصنف کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ پھر اِس کا ترجمہ ہندوستان میں شائع کیا جائے تو ہندو بھی ڈر جائیں گے اور وہ آئندہ مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے اور سمجھ لیں گے کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کی طرف کنکر پھینکا تو اس کے جواب میں پتھر پڑے گا۔ اِس سے نہ صرف ہندوستانی مسلمان خوش ہو جائیں گے بلکہ قرآنی آیت ''وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ'' کی صداقت بھی واضح ہو جائے گی۔

اخبارات سے پتا لگتا ہے کہ جب سعودی عرب کے بادشاہ سے پنڈت نہرو ملنے گئے اور اِس کتاب کے متعلق باتیں ہوئیں تو انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ ایسا اقدام کریں گے کہ اِس قسم کی کوئی دلآزار کتاب شائع نہ ہو۔ لیکن مجھے یقین نہیں کہ پنڈت نہرو اپنے وعدہ پر عمل کریں۔ وہ صرف سعودی عرب کے بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے یہ باتیں کہہ آئے ہیں

کیونکہ خواہ پنڈت نہرو کے دل میں نیکی ہو اُن کے اردگرد جو لوگ ہیں وہ کٹر ہندو ہیں۔ انہوں نے اپنے وعدے کے مطابق کوئی عمل کیا تو اُن کے ساتھیوں نے شور مچا دینا ہے کہ تم کون ہو جو ہمیں اس بات سے روکتے ہو۔

پس میرے نزدیک اصل طریق یہ ہے کہ چونکہ اِس کتاب کا مصنف عیسائی ہے اور امریکہ کا رہنے والا ہے اس لیے اس کے جواب میں جو کتاب لکھی جائے اُس کا ایک ایڈیشن انگریزی میں ہو جو امریکہ میں شائع کیا جائے۔ اِس میں ایک طرف تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہو یعنی اُن اعتراضات کا جواب ہو جو اس کتاب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے گئے ہیں اور دوسری طرف عیسائیوں کو الزامی جواب دیا جائے اور پھر اُس کا دوسرا ایڈیشن ہندوستان میں شائع کیا جائے۔ اس میں بھی ایک طرف تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہو یعنی اُن اعتراضات کا جواب ہو جو آپ کی ذات پر اس کتاب میں کیے گئے ہیں اور دوسری طرف ہندو مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے الزامی جواب ہوتا ہندوؤں کو بھی ہوش آ جائے اور آئندہ وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے میں احتیاط سے کام لیں۔ پھر اگر اس کتاب کا مصنف زندہ ہو (ممکن ہے وہ مر گیا ہو کیونکہ اس کتاب کو شائع ہوئے اُنتیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے) تو ہمارے مبلغ اُسے مباہلہ کا چیلنج دیں اور کہیں کہ اگر وہ سچا ہے اورعیسائی لوگ اُس کے ساتھ ہیں تو وہ پچاس عیسائی اپنے ساتھ لے آئے۔ ہم بھی اپنے ساتھ پچاس نَومسلم لے آتے ہیں اور پھر وہ ہم سے مباہلہ کرے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں طاقت ہوئی تو وہ انہیں بچالیں گے اور اگر ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے والے خدا میں طاقت ہوئی تو وہ انہیں تباہ کر دے گا۔ اِس مباہلہ کے بعد جب عیسائیوں پر خدائی عذاب نازل ہوا تو ثابت ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی خدائی طاقت نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجنے والا خدا اَب بھی زندہ ہے۔ گو آپ کی وفات پر تیرہ سَو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے مگر وہ اب بھی آپؐ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ مباہلہ کے لیے نہ آئیں تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈوئی کے متعلق پروپیگنڈا کیا تھا اُس کے متعلق بھی ملک بھر میں پروپیگنڈا کیا جائے۔ اِس سے اسلام

کی عظمت ظاہر ہو گی اور لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے والے جھوٹے ہیں۔ مباہلہ کا ہتھیار عیسائیت میں موجود نہیں لیکن اسلام میں موجود ہے۔ اور اِس موقع پر اِس سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ڈوئی کے اعلان کی وجہ سے امریکہ بھر میں شور پڑ گیا تھا اور بیسیوں اخباروں اور رسالوں نے ان خبروں کو شائع کیا تھا۔ اب بھی اُسی طرح اِس کتاب کے مصنف کو مباہلہ کا چیلنج دیا جائے تو ملک میں پھر زندگی پیدا ہو جائے گی اور وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی صداقت کا ایک اَور ثبوت مل جائے گا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس لیے عیسائیوں سے کہو کہ ہم قرآن کریم کا یہ دعویٰ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں تم پہلے ہم سے مباحثہ کر لو اور اپنے اعتراضات پیش کرو۔ ہم ان باتوں کا ردّ کریں گے اور بتائیں گے کہ ان سے بھی بدتر باتیں تمہارے ہاں موجود ہیں۔ پھر تم اُن کا جواب دے لینا۔ اور اگر مباحثہ کے بعد بھی تم اپنے دعویٰ پر قائم رہو تو ہم سے مباہلہ کر لو۔ خدا تعالیٰ خود جھوٹے کو تباہ کر دے گا اور دوسرے فریق کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔ یہ طریق ایسا ہے کہ اس سے امریکہ اور ہندوؤں دونوں پر اسلام کا رُعب قائم ہو جائے گا۔

ہندوؤں کو الزامی جواب دینے کے لیے میں نے اس لیے کہا ہے کہ انہوں نے اس امریکن کی کتاب کو شائع کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو تیر مارے اور وہ تیر اُسے زخمی نہ کرے لیکن ایک دوسرا آدمی جو تیر اُٹھا لائے اور اُسے دوسرے کے سینہ میں پیوست کر دے تو زیادہ ظالم وہ ہے جس نے گرا ہوا تیر اُٹھایا اور دوسرے کے سینہ میں چبھو دیا۔ یہ کتاب بھی امریکہ کے کسی عیسائی نے شائع کی تھی مگر امریکہ کی کتاب تو امریکہ میں رہ گئی ہندوؤں نے اس کا ترجمہ کر کے مسلمانوں تک پہنچایا اور اِس طرح اِن کی تکلیف کا موجب ہوئے۔

پس یہ گالیاں ہندوؤں نے مسلمانوں تک پہنچا کر اپنے ذمہ لے لی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کتاب کے ایک ایڈیشن میں جو ہندوستان میں شائع ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے ساتھ ساتھ ہندو مذہب کے پول بھی کھولے جائیں۔ اور

دوسرے ایڈیشن میں دفاع کے ساتھ ساتھ عیسائیت کے پول کھولے جائیں کیونکہ اس کتاب کا اصل مصنف عیسائی ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کے لکھنے والوں اور شائع کرنے والوں کو چیلنج کیا جائے کہ وہ ہمارے ساتھ بحث کر لیں اور اس کے بعد اگر اُن میں طاقت ہو تو ہم سے مباہلہ کر لیں تا کہ خدا تعالیٰ کی طاقت انہیں نظر آ جائے۔ اگر یہ طریق اختیار کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یورپ، امریکہ اور ہندوستان تینوں کے لیے یہ طریق ہدایت کا موجب ہو گا۔ ہندوستان بیشک آزاد ہو گیا ہے مگر اَب بھی وہ یورپ کی طرف میلان رکھتا ہے۔ اگر یورپ اور امریکہ میں شور مچ گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والوں کو احمدیوں نے خوب لتاڑا ہے اور انہیں مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا ہے تو ہندوستان کے اخبارات بھی شور مچانے لگ جائیں گے اور وہ بھی وہی باتیں شائع کرنے لگ جائیں گے جو یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں شائع ہو رہی ہوں گی اور اس سے ہندوؤں کے کان کھڑے ہو جائیں گے اور وہ سمجھ لیں گے کہ احمدی پیچھا نہیں چھوڑا کرتے۔ اگر ان کے رسول پر حملہ کیا گیا تو وہ اُس وقت تک حملہ کرنے والوں کو نہیں چھوڑیں گے جب تک انہیں گھر تک نہ پہنچا لیں۔ اسی طرح آئندہ کے لیے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے میں احتیاط سے کام لیں گے''۔ (الفضل 22 نومبر 1956ء)

1 : المائدة:68

2 : كنز العمال جلد16 صفحه661 تا664 مطبوعه دمشق 2012ء

3 : السيرة الحلبية جلد3 صفحه127، 128. مطبوعه مصر 1935ء

4 : مسلم كتاب الجهاد باب غزوة حنين

5 : **مذہبی رہنما:** نیویارک کی ایک فرم نے ''**مذہبی راہنماؤں کی سوانح عمریاں**'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی ۔ ہندوستان میں اس کا اردو ترجمہ بھارت کے ایک صوبہ کے گورنر مسٹر منشی بمبئی نے کیا اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی۔
(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 213)

6 : ترمذی كتاب الفتن باب ماجاء فی تغییر المنكر (الخ)